THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN.

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

ہفتہ وار — دور جدید

بیا در بزم ستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✻ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

چندہ

والیان ریاست سے	ما
روساء و امراء کی	۲۰/
معاونین سے	۱۰/
عوام سے	۶/
ممالک غیر سے	۱۲/

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی
۷-۱۴-۲۱-۲۸
تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

فی پرچہ ۲/

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی	شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۲۷ | ۲۸ جولائی ۱۹۳۴ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ یوم شنبہ | نمبر ۲۷

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کیئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے اللہ تعالیٰ آپکو اور آپکی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے اللّٰھم آمین

خاکسار مرزا محمود احمد

دنیائے احمدیت

لندن

مولانا عبدالرحیم صاحب درد لنڈن میں تبلیغ سلسلہ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مفاد کے لئے سیاسی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں گذشتہ ماہ میں مختلف کلبوں میں مبلغین سلسلہ نے لیکچر دیئے۔ جن کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

کھلی ہواہیں تقریریں

لنڈن کی ہائیڈ پارک شام کو دنیا بھر کی دلچسپیوں کا مرکز بن جاتی ہے۔ مختلف مذاہب کے نمائندے سیاست اور اقتصاد پر تقریریں کرنے والے وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اپنی اپنی اسٹیجیں قائم کر کے لیکچر دیتے ہیں۔ لنڈن کی اس کھلی فضا میں سب سے پہلے مولانا نیر نے کام شروع کیا۔ اور مولوی عزیز الدین صاحب مرحوم بھی جب تک لنڈن میں رہے اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ اب مولانا عارف اور ان کے ساتھ میر عبدالسلام صاحب لنڈن کی کھلی ہوا میں کھڑے ہو کر لیکچر دیتے ہیں اور اسطرح حق و صداقت کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

استقبال

گذشتہ ماہ میں امام صاحب لنڈن نے لارڈ اور لیڈی ولنگڈن اور چودھری ظفراللہ خان صاحب کا استقبال کرائیڈن میں کیا۔ وہاں بہت بڑے طبقہ کے انگریزوں سے ملاقات کی۔ اور انکے سوا نواب صاحب رامپور اور مہاراجہ صاحب بردوان سے بھی ملاقات ہوئی۔

شاندار دعوت

پارک لین ہوٹل میں ہماری جماعت کے درخشندہ گوہر جناب چودھری ظفراللہ خان صاحب نے سر سیموئیل ہور وزیر ہند کو ایک شاندار دعوت دی۔ جس میں لنڈن کا سب سے اعلیٰ اور بہترین طبقہ موجود تھا۔ اس دعوت میں امام صاحب لنڈن مسجد مولانا درد بھی نمایاں حیثیت میں موجود تھے۔ جہاں ان کی سبز پگڑی احمدیت کا کھلا کھلا اعلان کر رہی تھی سر سیموئیل ہور نے اس دعوت میں چودھری صاحب کی خدمات کا ذکر کر کے قلبی طور پر خراج تحسین دیتے ہوئے کہا کہ:-

مجھے یقین ہے کہ چودھری صاحب کا مستقبل نہایت شاندار ہے۔

امریکہ

امریکہ میں تبلیغ کا کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے۔ اور اس کام کا جو اثر ہے وہ ایک امریکن اخبار "سیڈر ایلیسٹرز گزٹ" مورخہ ۲۵ ر مئی ۱۹۳۴ء کی اشاعت کے مندرجہ ذیل اقتباس سے اچھی طرح معلوم ہو سکے گا۔

"صوفی صاحب بنگالی اس جگہ سے آئے ہیں۔ جہاں سیڈر گزٹ کے نامہ نگار کا بھائی کرسچن مشنری ہے ۲۴ نفتھ ایوے نیو میں ایک شامی کے مکان پر اس ہفتہ کی ایک شام مشرق کی طرف ایک خوش آہنگ لے سنائی دی جو مسحور کن اور زندگی بخش تھی۔ ہمارے نامہ نگار کو جبکہ وہ نماز دیکھنے کے لئے گیا سیڈر ریپڈس کی مسجد کے فلک بوس مینار سے دکھائی دیئے۔ مؤذن سرخ رنگ پگڑی باندھے ہوئے تھا۔ پنجاب سے آیا ہے۔ اور امریکہ میں اسلام کا واحد مشنری ہے۔ صوفی صاحب ایک دلچسپ اور متمدن آدمی ہیں عمر ۴۰ سال کے لگ بھگ۔ داڑھی سیاہ۔ چہرہ کا رنگ سانولا۔ مگر آنکھیں اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جوش سے چمکتی ہیں۔ ایک ہجوم میں اذان دی گئی۔ وہ ہمارے نامہ نگار کی خواہش کی تعمیل میں تھی۔ جو اس مشرقی مذہب اور اس کا طریق عبادت معلوم کرنے کا آرزومند تھا۔ مسلم مشنری نے بخوشی ہر حرکت و سکون کو ادا کیا۔ اور تفصیلاً انکے مطالب بتائے۔ اور یہ نہ صرف ہمارے نامہ نگار کے لئے بلکہ مقامی نومسلمین کے لئے بہت مفید تھا۔ کیونکہ سالہا سال سے وہ بغیر کسی مذہبی معلم کے پڑے تھے۔

مقامی مسلمانوں میں سے اکثر شامی النسل ہیں۔ ان تمام خاندانوں کے اجداد دمشق یا یروشلم کے تھے۔ یہ سب اگرچہ اپنے مذہب پر قائم رہے۔ مگر ان میں سے بعض کے اعمال و عقائد بہت حد تک زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ صوفی صاحب کا یہاں یہ دوسرا دورہ ہے۔ اور یہ لوگ آپ کے پاس تعلیم و ہدایت حاصل کرنے کے شوق سے آتے ہیں ہمارے رپورٹر کے سامنے چار شامی دوستوں نے صوفی صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ جس میں کئی بار ان کی پیشانیاں زمین بوس ہوئیں جو کامل عبودیت اور تذلل کا اظہار ہے۔ حیرت ہے کہ ایک ہندوستانی جو غیر معمولی طور پر ذہین اور قابل ہے۔ امریکہ میں عیسائیوں کو مسلمان بنا رہا ہے۔ وہاں عیسائی مشنری اس کے بھائیوں کو یسوع مسیح کی خوشخبری سنا رہے ہیں

صوفی صاحب کو امام جماعت احمدیہ قادیان پنجاب نے آج سے ۱½ سال قبل یہاں بھیجا تھا۔ اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام اور کل ادیان نے رکھی ہے۔ آپ کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وہی نسبت ہے جو حضرت عیسےٰ کو حضرت موسےٰ سے تھی اس جماعت کے موجودہ امام حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد ہیں۔ جنہوں نے دنیا کے کئی ممالک میں تبلیغی مشن قائم کر رکھے ہیں "

مشرقی افریقہ

مخالفین جماعت خطرناک طریق سے سلسلہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کو وقار بن کر کام کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنا پریس قائم کر لیا ہے اور اشتہارات کا جواب اشتہارات سے اور تقریروں کا تقریروں سے دے رہے ہیں۔

مغربی اور جنوبی افریقہ

مغربی اور جنوبی افریقہ میں کام بڑھ رہا ہے۔ ہر روز لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوتے ہیں اور دور دور کے مقامات تک احمدیت پھیلتی جا رہی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(مینجر)

اے عشق مجھے آپکی سرکار میں لیچل

(از میر اللہ بخش صاحب تسنیم از تلونڈی راہوالی)

(۱)

جولانگہِ فکرِ دلِ محزوں ہے وہ بستی
رحمت ہے جہاں حق کی شب و روز برستی
اس بستی میں رہنے کو مسیحا ہے ترستی
میں بلبل مہجور ہوں گلزار میں لیچل
چل مہدی موعود کے دربار میں لیچل
اے عشق مجھے آپ کی سرکار میں لیچل

(۲)

سورج چھپا دھندلا ہوا ہر اک ستارا
وحشت اثر ایسا کبھی دیکھا نہ نظارا
اس دور میں نکلا ہے جہاں چاند ہمارا
ہاں مجھ کو وہیں بارشِ انوار میں لیچل
چل مہدی موعود کے دربار میں لیچل
اے عشق مجھے آپ کی سرکار میں لیچل

(۳)

جاں آرزوئے دید میں ہے ساز بمضراب
مجروح نہ ہو دیکھنا شوقِ دلِ بیتاب
یہ جنس گراں مایہ ہے اس دور میں کمیاب
کچھ بھی ہو مجھے بارگہ یار میں لے چل
اے عشق مجھے آپکی سرکار میں لے چل
چل مہدی موعود کے دربار میں لے چل

(۴)

ظلِ حرمِ پاک ہے جو قطعہ زمیں کا
سایہ ہے جہاں شہپرِ جبریلِ امیں کا
مقصود وہاں سجدہ ہے بیتابِ جبیں کا
لیچل مجھے اس منزلِ اخیار میں لے چل
اے عشق مجھے آپ کی سرکار میں لیچل
چل مہدی موعود کے دربار میں لے چل

(۵)

گو خطرے سے محصور ہے دریا کا کنارا
تسنیم مگر شرک ہے غیروں کا سہارا
اُتریں گے جہاں حضرت باری نے اُتارا
کشتی مرے ایمان کی منجدھار میں لیچل
اے عشق مجھے آپکی سرکار میں لیچل

چل مہدی موعود کے دربار میں لیچل

عزیز مکرم مولوی قاضی محمد ایوب صاحب ساڑھے تین سال تک قادیان میں رہ کر جب اپنے وطن جانے لگے۔ تو انہوں نے بہت سے احباب سے اپنے لئے نصائح لکھوائیں۔ اسی خیال سے وہ کپورتھلہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ کہ ان سے بھی کچھ نصائح لکھوائیں۔ اور ان کی صحبت میں کچھ دن رہیں۔ یہ پاک جذبہ ان کو کپورتھلہ لے گیا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو ذکر حبیب سے زندہ ہیں۔ انہوں نے قاضی محمد ایوب صاحب کو جو کچھ لکھ کر دیا۔ وہ بھی سیرت المہدی کا ایک ورق ہے۔ اس لئے میں احباب کی دلچسپی کے لئے ان زرین نصائح کو سیرت المہدی کے باب کے ماتحت شائع کرتا ہوں۔ (محمود احمد عرفانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم مکرم جناب قاضی محمد ایوب صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ بعد تحصیل علم خدا کے فضل سے قریباً تین سال کتب مقدسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ کر کے وطن مالوفہ ساڑھا جا رہے ہیں۔ اور راستہ میں کپورتھلہ میرے ملنے کے لئے اس وقت تشریف لائے۔ جبکہ میں مرض نقرس میں مبتلا تھا اور ہوں۔ سب سے پہلے میں معافی چاہتا ہوں کہ میں اکرام ضیف پر پورا عمل کرنے سے قاصر رہا۔ اور جو شرط مہمان نوازی کی ہونی چاہئے تھی وہ بجا نہ لا سکا۔ آپ میں اس نوعمری میں رشد اور سعادت کے آثار موجود ہیں۔ اور یہی وہ عمر ہے۔ کہ جو مجاہدات چاہتی ہے۔ جس سے انسان نفس پر قابو پا کر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ "جو نوعمری اور جوانی میں پورے اخلاص کے ساتھ خدا کو راضی کرنے کے لئے عبادت کرتا ہے۔ تو ضعیفی میں جبکہ اس کے قویٰ جواب دیدیتے ہیں۔ اور وہ عبادت کرنے کے قابل نہیں رہتا تو جوانی کی عبادت کردہ ضعیفی کے ایام میں لکھی جاتی ہے۔" نیک اعمال کرنے کی اور بدیوں سے بچنے کی توفیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل محبت سے عطا ہوتی ہے۔ یہ ایک مجرب عمل ہے۔ جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق محبت بڑھتا جائے گا۔ اسی قدر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا جائے گا۔ اب اس کے سوا کوئی راہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"مومن اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک آلام بصورت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان تکالیف و مصائب کو جو خدا کی راہ میں اس کو پہونچیں۔ ان سے تلذذ و سرور حاصل نہ ہو۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ قرآن شریف میں وارد ہے۔

اور اس کا عملی نمونہ گورداسپور کے ایک مقدمہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف تھا۔ میں نے دیکھا۔ آپ باہر کھڑے ایک شخص سے باتیں کر رہے تھے۔ اور میں بھی موجود تھا۔ تو ڈاکٹر فیض قادر صاحب نے آکر کہا۔ کہ یہ مجسٹریٹ آپ کو سزا دیگا یہ سنکر آپ ہنس پڑے۔ اور بہت ہنسے۔ فرمایا کہ ہمارے مولا کو اگر یہ منظور ہو۔ کہ ہم پابہ زنجیر جیل میں جائیں۔ تو ہم کیوں ناراض ہوں۔ یہ فرما کر پھر ہنسنے لگے۔ راضی برضاء الٰہی اور طمانیت قلب کا یہ ایک نظارہ ہم نے دیکھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا میں ہمیشہ خوش رہنے کے لئے ترک مراد جیسی کوئی چیز نہیں۔ ترک مراد کے یہ معنے ہیں کہ دنیا کی کوئی مراد ہی دل میں نہ ہو۔ جو کچھ ہو۔ وُہ دین ہی دین ہو مصائب اور تکالیف کے متعلق فرمایا۔ کہ انبیاء اور رُسُل اور خاص بندگانِ خدا بھی اس سے خالی نہیں۔ مگر تعلق باللہ رکھنے والوں کے لئے مصائب ان کی ترقی اور درجات بلند ہونے کا باعث ہوتے ہیں۔ اور دُنیا داروں کے واسطے ان کی شامت اعمال اور فاسقانہ زندگی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اب مجھ کو اصل الفاظ یاد آئے۔ فرمایا:۔

دنیا جائے مصائب و مشکلات ہے۔ نہ ایک کیلئے بلکہ سب کے لئے۔ انبیاء اور رُسُل بھی اس سے خالی نہیں رہے۔ مگر ان کے اور ان کے کامل متبعین کے لئے وہ روحانی ترقی اور درجات کا باعث ہوتے ہیں۔ اور دنیاداروں کو ان کی شامت اعمال کے سزا کے رنگ میں ہوتے ہیں۔"

آپ دینی امتحان میں کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔ اور آپ کا نقطہ نگاہ تبلیغ ہے۔ میری رائے ہے اگر آپ کے والد ماجد صاحب اجازت دیدیں۔ تو کچھ عرصہ اور آپ کو قادیان رہنا چاہئے۔ اور مبلغین میں سے خاص طور پر آپ کو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ساتھ رہنا چاہئے۔

بہرحال اس کو مدنظر رکھیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک احمدی مبلغ کی بحث سنکر فرمایا کہ "دراصل اعمال سے تبلیغ کرو۔ اعمال سے غیر احمدیوں پر تم فتح حاصل کرو" اور وہ اچھی طرح جان لیں اور ان کا دل بول اٹھے۔ کہ وہ نیک اعمال جو احمدیوں کے ہیں۔ وہ ہمارے اندر نہیں ہیں۔ اور عوام پر کھلے طور پر یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ یہ لوگ وہ نہیں رہے جو بیعت سے پہلے تھے۔

قادیان دارالامان اور نزول برکات الٰہیہ کا بوجہ تخت گاہ رسول ہونے کے دین کا مرکز ہے۔ اس عرصہ تین سال میں بزرگان دین اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعظ و نصیحت اور تقاریر سے استفادہ حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ جہاں روزمرہ تازہ بتازہ رُوحانی دودھ میسر آتا تھا۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مابہ الامتیاز فہم قرآن کریم ہے۔ یہ ایک شعر ہے۔

جمیع العلم فی القرآن لٰکن۔
تقاصر منہ افہام الرجال۔

قرآن کریم کے یہ علوم دارالناس میں ہی رہ کر حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔ لایمسہٗ الا المطہرون ان کے معنے غیر احمدی سابق وحال کے یہی کرتے آئے اور کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کو بے وضو ہاتھ نہ لگاؤ۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے بتلایا۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو کامل طور پر تزکیہ نفس کر کے مطہر نہیں بنتا قرآن شریف کے علوم اس پر نہیں کھلتے۔ اور قرآن شریف میں بھی ہے اتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ تو تقویٰ اللہ حاصل کئے بغیر تفہیم قرآن مجید حاصل نہیں ہوتی۔ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے۔ اور روزمرہ قرآن شریف کو نہایت غور اور تدبر سے پڑھنا چاہئے۔ قرآن کریم میں ہے۔ فاتقوا اللّٰہ ما استطعتم پس تقویٰ کے ان باریک راہوں پر چلنا چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا منشاء ہے۔ قرآن شریف تمام علوم سے فارغ کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہو۔ اور قرآن شریف کا فہم عطا کرے۔ آمین۔

(خاکسار ظفر احمد احمدی کپورتھلوی)

لہ:۔ قارئین سے استدعا ہے۔ کہ خدا مجھے قادیان پھر آنے کی توفیق مزید دے۔ آمین۔

اس نقل میں اگر کوئی غلطی ہو۔ تو خاکسار کی طرف منسوب ہوگی۔ نہ کہ حضرت منشی صاحب کی طرف (ناقل محمد ایوب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات

جناب سید محمد عسکری صاحب کے نام

جناب سید محمد عسکری صاحب سالقون الاولون میں سے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپکے اخلاص و وفا کی وجہ سے آپ پر محبت تھی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ انکے جواب میں حضرت نے یہ مکتوب آپ کو لکھا تھا۔

اس مکتوب میں آپنے اپنی زندگی کا مقصد بیان کیا ہے۔ اور یہ اسوقت کی بات ہے کہ آپنے کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔ اور نہ کسی سے بیعت لیتے تھے۔ احباب اس مکتوب کو کم از کم دو تین مرتبہ پڑھیں۔ اس سے دنیا کی محبت سرد ہوتی ہے۔ (عرفانی)

مخدومی مکرمی اخویم سید محمد عسکری سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا موجب تسلی ہوا۔ میں آپکے واسطے غائبانہ بہت دعا کرتا ہوں اور آپ کے اخلاص سے خوش ہوں۔ اللہ جل شانہ آپ کے ترددات دور کرے۔ اسوقت میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ اپریل یا مئی کے مہینے میں انشاء اللہ القدیر آپ کی یاددہانی پر بشرط خیریت و عدم موانع آپ کو اطلاع دوں گا۔ اور شاید ان مہینوں میں کسی ایسے مقام میں میرا قیام ہو جس میں باسانی ملاقات ہو جائے مجھے اسوقت تالیف رسالہ "سراج منیر" کے لئے نہایت مصروفیت اور خلوت ہے۔ اور **میری زندگی صرف احیاء دین کے لئے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اس سے بکلّی منہ نہ پھیر لیں۔ ایمان کا بچاؤ نہیں۔** راحت و رنج گذرنے والی چیزیں ہیں۔ اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹ لیں گے تو اس کے عوض جاودانی راحت پائینگے۔ بہشت انھیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لئے قبول کرتے ہیں۔ اور لذات عیش و عشرت دنیوی کے بے تحرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں۔ آخری خوش حالی کی خواہش ہے۔ آپکے لئے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بالشرح صدر اٹھائے اور اس نابکار گھر کی عزت اور ذلت کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا بڑا دھوکہ دینے والا مقام ہے۔ جس کو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے غمگین نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام

۱۷ فروری ۱۸۸۶ء

الحکم کا مطالبہ

اگر آپ الحکم خریدار نہیں ہیں تو ہو جائیے

اگر آپ نے کوئی نیا خریدار نہیں دیا تو اگلا ماہ عنقریب سے پہلے دید بجئے

اگر آپ نے اپنا بقایا صاف نہیں کیا تو جلد صاف فرما دیجئے (منیجر)

مقلدین اور غیر مقلدین کے متعلق ایک اہم مکتوب

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ بعد سلام مسنون مقلدین و غیر مقلدین کے بارے میں جو آپنے خط لکھا تھا کہ اس میں کس فریق کی زیادتی ہے۔ سو اس عاجز کی دانست میں مقلدین و غیر مقلدین کے عوام افراط و تفریط میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور اگر وہ صراط مستقیم کی طرف رجوع کریں حقیقت میں ایک ہی ہیں دین اسلام کا مغز اور لب لباب توحید ہے اسی توحید کے پھیلانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور قرآن شریف نازل ہوا۔

سو توحید صرف اس بات کا نام نہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو زبان سے وحدہٗ لاشریک کہیں اور دوسری چیز کو خدا تعالیٰ کی طرح کچھ کر ان سے مرادیں مانگیں۔ اور نہ توحید اس بات کا نام ہے کہ گو بظاہر تقدیری اور تشریعی امور کا مبدء اسی کو سمجھیں مگر اس کی تقدیر اور تشریع میں دوسروں کا اس قدر دخل روا رکھیں۔ گویا وہ اس کے بھائی بند ہیں۔ مگر افسوس کہ عوام مقلدین (حنفی) ان دونوں قسموں کی آفتوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے عقائد میں بہت کچھ شرک کی باتوں کو دخل ہے۔ اور اولیاء کی حیثیت کو انھوں نے ایسا حد سے بڑھایا ہے کہ ارباباً من دون اللہ تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ دوسری طرف امور تشریعی میں آئمہ مجتہدین کی حیثیت کو ایسا بڑھایا ہے کہ گویا وہ بھی ایک چھوٹے چھوٹے نبی مانے گئے ہیں۔ حالانکہ جیسے امور قضا و قدر میں وحدت ہے۔ ایسا ہی تبلیغ کے کام میں بھی وحدت ہے۔

مقلد لوگ تب ہی راستی پر آسکتے ہیں اور اسی حالت میں ان کا ایمان درست ہو سکتا ہے۔ جب صاف صاف یہ اقرار کر دیں کہ ہم آئمہ مجتہدین کی خطا کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ غضب کی بات ہے کہ غیر معصوم کو معصوم کی طرح مانا جائے۔ ہاں بے شک چاروں امام قابل تعظیم اور شکر گذاری ہیں۔ ان سے دنیا کو بہت فوائد پہونچے ہیں۔ مگر ان کو پیمبر کے درجہ پر سمجھنا۔ صفات نبوی ان میں قائم کرنا۔ اگر کفر نہیں ہے۔ تو قریب قریب اس کے ضرور ہے۔

اگر ائمہ اربعہ سے خطا ممکن نہ تھا۔ تو پھر باہم ان میں صدہا اختلافات کیوں پیدا ہو گئے۔ اور اگر ان سے اپنے اجتہادات میں خطا ہوئی تو پھر ان خطاؤں کو ثواب کی طرح کیوں مانا جائے۔ یہ بُری عادت مقلدین میں نہایت شدت سے پائی جاتی ہے۔ ہر ایک دیانت دار عالم پر واجب ہے کہ ایسا ہی اس پر شدت توجہ سے حملہ کرے۔ اور خدائے جلشانہٗ پر بھروسہ کرکے زید و عمرو کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور وہ لوگ جو موحدین کہلاتے ہیں۔ اکثر عوام الناس ان میں سے اولیاء کی حالت اور مقام کے منکر پائے جاتے ہیں۔ ان میں خشکی بھری ہوئی ہے۔ اور جن مراتب تک انسان بفضلہ تعالیٰ ہو سکتا ہے ان سے وہ منکر ہیں۔ بعض جاہل ان میں سے آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ہنسی بیجا کرتے ہیں۔

سو ان حرکات بے جا سے وہ کافر نعمت ہیں اور طریق فقر و توحید حقیقی و ذوق و شوق و انس محبت سے بالکل دور و مہجور پائے جاتے ہیں خدا تعالیٰ دونوں فریقوں کو راہ راست بخشے

۸ جون ۱۸۸۶ء

الحکم کے متعلق جنوبی افریقہ سے ایک خط

مکرمی محترمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحکم مجھے دو تین ڈاکوں سے بھی متواتر مل رہا ہے۔ آپنے از راہ تلطف اس کو جاری فرما کر ممنون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے جاری رکھنے کی اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرماوے۔ اور یہ احمدیت کا دیرینہ اخبار ہم لوگوں کی نظروں کے سامنے تاقیامت جاری رہے۔ آمین

مجھے مطلع فرماویں کہ کونسی تاریخ سے الحکم کا چندہ شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ بشرط زندگی سال کے اختتام پر چندہ ارسال کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام میں برکت دے۔ آمین والسلام

(خاکسار۔ عبدالحی احمدی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(الحکم جلد ۵ علا تاریخ تقریر ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

خیانت اور ریا

خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں۔ ان کی رفتار بہت ہی سست اور دھیمی ہے۔

اگر کسی زاہد کو فاسق کہدیا جاوے تو اسے ایک لذت آجاویگی۔ اس واسطے کہ وہ راز جو اس کے اور اس کے محبوب مولیٰ کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دے گا۔ صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ عین مصروف ہو اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر کے کسی حجرے یا کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جاوے تو وہ اسطرح شرمندہ ہو جاوے گا۔ جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے۔ جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی فاسق کے کہنے سے ایک لذت آتی ہے۔ اسی طرح سے ایک دیانت دار کسی کے بددیانت کہنے سے جوش نہیں آنا چاہیئے۔

ہاں انبیاء میں ایک قسم کا استثنیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی عبادت اور اعمال کو چھپائیں۔ تو دنیا ہلاک ہو جاوے مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو۔ اور کوئی کہے کہ دیکھو اس نے نماز نہیں پڑھی۔ تو اس کو چپ رہنا مناسب نہیں ہوتا۔ اس کو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ میں نے نماز پڑھلی ہے اسلئے اگر وہ نہ کہے تو دوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ اپنی عبادات کا ایک حصہ ظاہر طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادت کا ایک حصہ ظاہری طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ تاکہ ان کو سکھاویں یہ ریا نہیں ہوتی۔

اگر کوئی کہے کہ خضر نے ایسے کام کیوں کیئے۔ جن میں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنہ تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خضر صاحب شریعت نہ تھا۔ ولی تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے لئے دونوں حصے ہوتے ہیں۔ اس لئے انکو سراً و علانیہ نیکی کرنے کا حکم ہوتا ہے

ایک شیعہ سے مخاطبہ

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو اور پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر اور حکم بن کر آیا ہے۔ جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے۔ اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح حدیث ہو گی۔

ورنہ شیعہ سنی کے جھگڑے آجتک دیکھو کب طے ہوئے ہیں آتے ہیں۔ شیعہ اگر تبرا کہتے ہیں تو بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہتے ہیں ؎

برخلافت دلش بسے مائل
لیک بوبکر شد درمیاں حائل

مگر میں کہتا ہوں کہ جب تک یہ اپنا طریق چھوڑ کر مجھ میں ہو کر نہیں دیکھتے یہ حق پر ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اگر ان لوگوں کو اور یقین نہیں تو اتنا تو چاہیئے کہ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گندے تو کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ سب و شتم جب ایک شریف آدمی کے نزدیک پسندیدہ چیز نہیں ہے۔ تو پھر خدائے قدوس کے حضور عبادت کیب ہو سکتی ہے؟ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس آؤ۔ میری سنو تاکہ تمہیں حق نظر آوے۔ میں تو سارا ہی چولا اتارنا چاہتا ہوں۔ سچی توبہ کر کے مومن بن جاؤ پھر جس امام کے تم منتظر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ میں ہوں۔ اسکا ثبوت مجھ سے لو۔ اسلئے میں نے اس خلیفہ بلافصل کے سوال کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتا ہیں ایسے گندے سوال کو کیا کروں۔ انھیں گندوں کو نکالنے کے واسطے خدا نے مجھے بھیجا ہے

دیکھو سنی ان کی حدیثوں کو لغو ٹھیراتے ہیں۔ یہ اپنی حدیثوں کو مرفوع متصل اور آئمہ سے مروی قرار دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سب جھگڑے فضول ہیں۔ اب مردہ باتوں کو چھوڑ دو۔ اور ایک زندہ امام کو شناخت کرو۔ کہ تمہیں زندگی کی روح ملے۔ اگر تمہیں خدا کی تلاش ہے۔ تو اس کو ڈھونڈھو جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ جو کوئی شخص خبث کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا ہم اندھے اندھے ہیں۔ منافق کے دل کی بدبو نہیں سونگھتے۔ ہم ان کو فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ اس کی بات اس بنا پر ہے پس یاد رکھو۔

خدا نے یہی راہ پسند کی ہے جو میں بتاتا

ہوں اور اقرب راہ اس نے نکالی ہے۔ دیکھو جو ریل جیسی آرام دہ سواری کو چھوڑ کر ایک لنگڑے اور مریل ٹٹو پر سوار ہوتا ہے۔ وہ منزل پر نہیں پہنچ سکتا افسوس یہ لوگ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر زید و بکر کی باتوں پر مرتے ہیں۔ ان سے پوچھو وہ حدیثیں کس نے دی ہیں۔

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سر سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعتراض کرتے ہیں۔ تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا ہے جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے۔ جو ہمارا کام ہے۔

اسلئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو۔ اور مردہ علی تلاش کرتے ہو۔

الحکم جلد ۴ نمبر ۲۱۔ تاریخ تقریر ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء

تمدنی اور اتحادی حالت قایم رکھنے کے واسطے ایک امام چاہیئے۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو حسب معمول حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ نے فرمایا:۔

میرے دعوے کا فہم کلید ہے۔ نبوت اور قرآن شریف کی جو شخص میرے دعوے کو سمجھ لے گا۔ نبوت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اس کو اطلاع دیجائے گی۔ وہ میرے دعوے کو نہیں سمجھتا اس کو قرآن شریف پر اور رسالت پر پورا یقین نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے انظر الی الابل کیف خلقت یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں۔ اور پھر ان ناموں میں سے جو ابل کے لفظ کو لیا گیا ہے اس میں کیا سر ہے؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں۔ اور ابل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجتماعی حالت کو دکھانا مقصود تھا۔ اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ اسلئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا ہے۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی۔ جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے انظر الی الابل کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو۔ انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔

پھر اونٹ زیادہ تر بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہیئے۔ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے فان خیر الزاد التقویٰ

آنظر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے۔ اور اُن میں اتباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اتباع امام اپنا شعار بنا وے۔ کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں اُن میں بھی یہ مادہ موجود ہے کیف خلقت میں اُن فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے۔ جو ابل کی مجموعی حالت کو پہونچتے ہیں۔

پھر آپ نے مختلف باتوں کے سلسلہ میں فرمایا:۔

مسئلہ تناسخ

تناسخ کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی سخت توہین کا باعث ہے

اور اخلاقی قوتوں کو خاک میں ملا دینے والا ہے کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو پھر یہ بھی ساتھ ہی ماننا پڑے گا کہ معاذ اللہ خدا بالکل معطل پڑا ہوا ہے کیونکہ خلق کے متعلق یہ مان لیا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو پھر یہ بھی ساتھ ہی ماننا پڑے گا۔ کہ معاذ اللہ خدا بالکل معطل پڑا ہوا ہے کیونکہ خلق کے متعلق یہ مان لیا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ اور ایک ذرہ کا بھی وہ خالق نہیں اور ادھر یہ مانا گیا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے اپنے عمل سے ملتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسے بڑے عمل نہ کرے کہ وہ گائے یا بھینس کی جون میں جاوے۔ یا بھیڑ بکری بنے۔ تو پھر دودھ ہی نہ ملے اور اسی طرح پر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ پھر ایسا خدا جو کچھ نہ پیدا کرتا ہے۔ اور نہ کسی کو کچھ دیتا ہے۔ وہ ایک معطل خدا نہ ہوا تو اور کیا ہوا پھر اس تناسخ کے مسئلہ سے اخلاقی قوتوں پر بڑی زد پڑتی ہے کہ انسان میں جو غیرت کی قوت رکھی گئی ہے اُس کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی ایسی فہرست وید نے نہیں دی کہ فلاں شخص فلاں جون میں چلا گیا ہے۔ تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ ایک آدمی کسی وقت اور کسی جون میں اپنی ماں اور بہن سے بھی شادی کر کے بچے پیدا کرے۔ یا باپ گھوڑا بن جاوے۔ اور بیٹا اُسپر سوار ہو کر چابکوں سے اس کی خبر لے۔ غرض یہ مسئلہ بہت ہی بڑے اور ناپاک نتیجوں کے پیدا کرنیوالا ہے تناسخ ہی کیا کم تھا۔ جو آریوں نے نیوگ بھی وید وں میں سے نکال لیا۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۴۴)

حوا کا آدم کی پسلی سے پیدا ہونا

حضرت حوا کی

پسلی سے بنائے جانے پر ایک روز آپ نے سیر میں فرمایا حوا پسلی سے ہی بنائی گئی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لاتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی کہے کہ ہماری پسلی نہ ہوتی تو میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کو قادر اور عظیم الشان نہ دیکھتا۔ تو یہ دعاؤں کی فہرست جو میں دیکھتا ہوں۔ نظر نہ آتے۔

دیکھو کپتان ڈگلس کے سامنے جو مقدمہ تھا اس میں کسی کا تصرف تھا۔

ڈاکٹر کلارک جیسا آدمی جو مذہبی حیثیت سے ایک اثر ڈالنے والا آدمی تھا۔ پھر اس کے ساتھ آریوں کی طرف سے پنڈت رام بھجدت وکیل شریک ہوا۔ اور مولوی محمد حسین جیسا دشمن بطور گواہ پیش ہوا۔ اور خود عبدالحمید کا یہ بیان کہ مجھے قتل کے لئے ضرور بھیجا تھا۔ پھر اس کا یہ بیان امرتسر میں ہوا۔ ڈپٹی کمشنر کے سامنے اس نے یہی کہا۔ اب یہ کس کا کام تھا کہ اس نے کپتان ڈگلس کے دل میں ڈالا کہ وہ عبدالحمید کے بیان پر شبہ کرے۔ اور اصل حقیقت معلوم کرنے کے واسطے دوبارہ پولیس کے سپرد کرے غرض جو کچھ اس مقدمہ میں ہوا۔ اس سے صاف طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسی کے تصرف کا پتہ لگتا ہے میرا مطلب اس مقدمہ کے بیان سے صرف یہ ہے کہ یہ بڑی نادانی اور گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسی پیمانہ پر ناپیں جس سے ایک عاجز انسان زید و بکر کو ناپا جاتا ہے۔

پس یہ کہنا کہ آدم علیہ السلام کی پسلی نکال لی تھی اور حوا اُس پسلی سے بنی۔ تو پھر پسلی کہاں سے آگئی سخت بے وقوفی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سوء ادبی ہے۔

یاد رکھو یورپی فلسفہ ضلالت سے بھرا ہوا ہے اور یہ انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ کہنا کہ انسان پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا کہ اسے مٹی سے پیدا کیا ہو درست نہیں ہے

نوعی قدم کا میں ہرگز قائل نہیں ہوں۔ ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ کئی بار دنیا معدوم ہوئی اور پھر از سر نو کر دی۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ جبکہ ایک مرجاتا ہے تو یہ کیوں جائز نہیں کہ ایک وقت آوے کہ سب مر جاویں۔ قیامت کبریٰ کے تو ہندو اور یونانی بھی قائل ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو محدود القویٰ ہستی سمجھتے ہیں وہ ماقدروا اللہ حق قدرہ میں داخل ہیں جو ایک حد تک ہی خدا کو مانتے ہیں یہ نیچریت شعبہ ہے۔

قرآن کریم تو صاف تبلاتا ہے ان ربک فعال لما یرید۔ اور انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اللہ تعالیٰ کی ان قدرتوں اور فوق الفوق طاقتوں نے میرے دل میں دعا کے لئے ایک جوش ڈال رکھا ہے۔

دعا کی حقیقت

دعا بڑی چیز ہے۔ افسوس لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر دعا جس طرز اور حالت پر مانگی جاوے ضرور قبول ہو جانی چاہیئے۔ اس لئے جب وہ کوئی دعا مانگتے ہیں۔ اور وہ اپنے دل میں جمائی ہوئی صورت کے موافق اُس کو پورا ہوتے نہیں دیکھتے تو مایوس اور نا اُمید ہو کر اللہ پر بدظن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن کی یہ شان ہونی چاہیئے کہ اگر بظاہر اسے اپنی دعاؤں میں مراد حاصل نہ ہو تب بھی نا اُمید نہ ہو۔ کیونکہ رحمت الٰہی نے اس دعا کو اُس کے حق میں مفید نہیں قرار دیا۔ دیکھو بچہ اگر ایک انگارہ کو پکڑنا چاہے۔ تو ماں دوڑ کر اسے پکڑے گی۔ بلکہ اگر بچہ کی اس نادانی پر ایک تھپڑ بھی لگا دے۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ اسی طرح مجھے تو ایک لذت اور سرور آجاتا ہے جب میں اس فلسفہ دعا پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ علیم و خبیر خدا جانتا ہے کہ کونسی دعا مفید ہو

مجھے بارہا افسوس آتا ہے کہ جب دعا کے لئے خطوط بھیجتے ہیں۔ اور ساتھ ہی لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ دعا قبول نہ ہوئی تو جھوٹا کہ لینگے۔

آہ! یہ لوگ آداب دعا سے کیسے بے خبر ہیں نہیں جانتے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے لئے کیسی شرائط ہیں۔ اس سے پہلے کہ دعا کی جاوے بدظنی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے ماننے کا احسان جتانا چاہتے ہیں اور نہ ماننے اور تکذیب کی دھمکی دیتے ہیں۔ ایسا خط پڑھ کر مجھے بدبو آجاتی ہے۔ اور مجھے خیال آتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ دعا کے لئے خط ہی نہ لکھتا۔

میں نے کئی بار اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ اور پھر مختصر طور پر سمجھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے دوستانہ معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ دوستوں میں ایک سلسلہ تبادلہ کا رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے بندہ میں بھی اسی رنگ کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبادلہ یہ ہے کہ جیسے وہ اپنے بندے کی ہزارہا دعاؤں کو سنتا اور مانتا ہے اُس کے عیبوں پر پردہ پوشی کرتا ہے۔ باوجودیکہ وہ ایک ذلیل سے ذلیل ہستی ہے۔ لیکن اُسپر فضل و رحم کرتا ہے۔ اسی طرح اس کا حق ہے کہ یہ خدا کی بھی مان لے۔ یعنی اگر وہ دعائیں اپنی منشاء اور مراد کے موافق ناکام رہے۔ تو خدا پر بدظن نہ ہو۔ بلکہ اس نامرادی کو کسی غلطی کا نتیجہ قرار دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر انشراح صدر کے ساتھ راضی ہو جاوے۔ اور سمجھ لے کہ میرا مولیٰ یہی چاہتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات الایۃ خوف سے معلوم ہوتا کہ ڈری ڈرہے انجام اچھا ہے۔ اسی سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

پھر الجوع کا لفظ رکھ کر عطش کا لفظ چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ جوع میں داخل ہے

نقص من الاموال۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ چور لے جاتے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں چھوڑ جاتے کہ صبح کی روٹی ہی کھا سکیں

سوچو کس قدر تکلیف اور آفت کا سامنا ہوتا ہے پھر جانوں کا نقصان ہے بچے مرنے لگ جاتے ہیں (خدا محفوظ ہی رکھے آمین) یہاں تک کہ ایک بھی نہیں رہتا۔ جانوں کے نقصان میں یہ بات داخل ہے کہ خود تو زندہ رہے اور عزیز و متعلقین مرتے جاویں کس قدر صدمہ ایسے وقت ہوتا ہے

ہمارا تعلق دوستوں سے اس قدر ہے کہ جسقدر دوست ہیں اور اُن کے اہل و عیال ہیں۔ گویا ہمارے ہی کسی عزیز کے جدا ہو جانے سے اسقدر رنج پہونچتا ہے۔ جیسا کہ کسی کو اپنے عزیز سے عزیز اولاد کے مر جانے سے ہوتا ہے۔

(باقی پھر)

ذکریات

ٹرکی کے افراد شاہی تک میرے آقا کے تذکرے

الحکم کے خاص نمبر میں میں نے ایک مضمون "عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے" لکھا تھا۔ بہاں اکثر احباب نے اس مضمون کو پسند کیا۔ اور مجھے کہا کہ اس ضمن میں کبھی کچھ لکھ سکو تو ضرور لکھنا۔ اس لئے آج پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتا ہوں

(محمود احمد عرفانی)

(۷)

سلطان عبد العزیز کے داماد اور بیٹی کی خدمت میں

جب سے خلفاء ٹرکی کی سلطنت گئی اور وہ زمین پراگندہ ہو گئے میرے دل میں تحریک تھی کہ کبھی خدا مجھے ٹرکی کے کسی شاہی ممبر تک پہنچا دے۔ تو میں اس تک سلسلہ کا ذکر پہنچا دوں۔ میں مصر میں رہتا تھا۔ وہاں شاہی خاندان کے بعض افراد بھی رہتے تھے۔ مجھے ان کے جائے قیام کا علم نہ تھا۔ مگر میری خواہش تھی کہ کبھی موقع ملے تو میں ان تک پہنچ سکوں۔ وہ وہاں پوشیدہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر قسم کی تحریکوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ اور لوگوں سے ملنے سے بچتے تھے۔ تاکہ مصری گورنمنٹ ان کی رہائش پر اعتراض نہ کرے۔ اس لئے ان کو ملنا آسان نہ تھا۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے دوسرے اجلاس کے بعد مولانا شوکت علی مصر آتے ہوئے تھے۔ وہ حسب معمول ڈاکٹر عبد الحمید باب سعید ممبر پارلیمنٹ مصر اور پریزیڈنٹ مسلم لیگ مین انیسی ایشن کے مکان میں فروکش تھے۔ ان کے پاس ملنے جلنے والے کثرت سے آتے تھے۔ ایکدن میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت وجیہ بڈھا جو خوبصورت لباس میں تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک کمزور پتلی دبلی خاتون جسکی چال اور لباس میں ایک خاص وقار تھا آئے۔ مولانا کے پاس بیٹھنے والوں میں بھاگڑ سی پڑ گئی۔ معلوم ہوا کہ یہ داماد احمد ذو الکفل پاشا ہیں۔ جو سلطان عبد العزیز سلطان ٹرکی کے داماد ہیں۔ اور اپنی گذشتہ عظمت کے زمانہ میں ٹرکی کے ارکان حرب میں سے تھے اور جرنیل کا عہدہ رکھتے تھے۔

خاتون ان کی بیگم ہیں۔ اور سلطان عبد العزیز کی بیٹی ہیں اور سلطان عبد المجید خان کی بہن ہیں۔ میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا۔ مولانا نے ان سے الگ ملاقات کی اور میں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ میں ان سے ضرور ملوں گا۔ جب وہ ملکر باہر نکلے تو میں نے اپنے آپ کو اسلامی دنیا کے ایڈیٹر کے نام سے پیش کیا داماد پاشا اور سلطانہ ملکر خوش ہوئیں۔ سلطانہ کے چہرے پر نقاب تھا مگر ان کا جسم ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا۔ میں نے بے تکلفی سے ان سے ملنے کی خواہش کی۔ انھوں نے خوشی سے قبول کیا۔ اور اپنے مکان کا پتہ دیا

حلوان وہ حلوان میں رہتے تھے۔ حلوان نواح قاہرہ میں ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہ وہی جگہ ہے۔ جہاں تاریخ اسلامی کے نامور بادشاہ عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے تھے۔ اور مقامات حریری میں اس حلوان کے نام سے ایک مقامہ حلوانیہ لکھا گیا۔ قاہرہ سے ہر نصف گھنٹے کے بعد ایک گاڑی حلوان کو جاتی ہے اور یہ سلسلہ رات کے ۲ بجے تک جاری رہتا ہے۔ پھر صبح ۵ بجے سے شروع ہو جاتا ہے۔ قاہرے سے حلوان تک ریل میں ایک گھنٹہ سے کچھ زائد وقت خرچ ہوتا ہے۔

حلوان میں بعض بڑے بڑے آدمیوں کے محلات ہیں۔ اور بڑے بڑے ہوٹل ہیں۔ گندھک کے چشمے ہیں جنپر روماٹیزم اور اعصابی و جلدی بیماریوں کے بیمار یورپ تک سے آ کر نہاتے ہیں۔ وہ سل کے بیماروں کا سینی ٹوریم ہے وہاں بڑے بڑے خوبصورت باغ ہیں۔ ان باتوں کے باوجود وہاں حد درجہ کا سکون ہے قاہرہ کے شور سے بچکر پر سکون زندگی بسر کرنیوالے لوگ حلوان اور اس کے گرد و نواح میں رہتے ہیں۔ اس پر سکون قصبہ میں جرنیل ذو الکفل پاشا پناہ گزین تھے۔ میں ان کے بنگلہ پر گیا جو بالکل ہی پر سکون جگہ میں واقع تھا۔ اس کے چاروں طرف خاموشی تھی۔

مجھے بنگلہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی کیونکہ اس کا پھاٹک جو آہنی تھا۔ اس پر ایک بڑا قفل لگا ہوا تھا۔ اور بنگلہ جو دو منزلہ تھا۔ اس کے نیچے اوپر کے دروازے بند تھے۔ بنگلہ کے وسیع میدان میں خاک اڑتی تھی۔ اور گھاس کا ایک تنکا بھی اگا ہوا نہ تھا میں چند منٹ تو حیرت رہا۔ آنے جانے والوں کو دیکھتا تھا کہ کوئی گذرے تو اس سے پوچھوں۔ مگر چند منٹ تک کوئی نہ گذرا۔ تب میں نے اس دروازے کو اپنی چھڑی سے کھٹکھٹایا۔ اس کی آواز سن کر ایک بڈھا ترک آیا۔ جو داماد پاشا کا وفادار نوکر تھا۔ اور جس نے ان تنگی کی گھڑیوں میں بھی ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ اس کے ساتھ کنجیوں کا ایک گچھا تھا اس نے وہ تالا کھولا اور مجھے اندر داخل کر لیا۔ اور پھر تالہ لگا دیا۔ چند سیڑھیاں چڑھ کر ہم بنگلہ کے صحن میں چلے گئے وہاں بھی دروازے بند تھے۔ اس بڈھے ترک نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو اندر سے ترکی میں سوال ہوا کہ کون؟ بڈھے ترک نے جس کو اپنے آقا کی طرف سے میرا علم تھا۔ میرے متعلق کہا۔ پاشا موصوف جلد باہر آگئے اور مجھے اپنے ساتھ بیٹھک کے کمرے میں لے گئے۔ کمرہ گذشتہ اجڑے ہوئے عروج کی داستان اپنی زبان سے سنا رہا تھا سامنے کی طرف دیوار پر ٹرکی کا ایک مفصل نقشہ لٹک رہا تھا۔ ساتھ ہی دوسری طرف درہ دانیال کا نقشہ تھا جنپر واقع شدہ قلعوں کے موقعے دکھائے گئے تھے۔ کمرے کے صدر میں سلطانہ کی بہت بڑے سائز کی تصویر تھی جس میں سر پر مرصع موتیوں کا تاج تھا۔ اور گلے میں ہزارہا روپے کے جواہرات پڑے نظر آتے تھے۔

پاس ہی داماد پاشا کی جوانی کی تصویر جس سے شان و شوکت دبدبہ۔ عظمت ٹپکتی تھی۔ فوجی لباس میں لگی ہوئی تھی کمرہ بالکل سادہ تھا۔ چند کرسیاں تھیں۔ ایک دو چھوٹی میزیں جن پر قیمتی شیشے لگے ہوئے تھے۔ ان شیشوں میں ٹرکی تاج اور چاند تارے کی تصویر تھی۔ جو شاہی خاندان کی علامت تھی۔

گرمی کا موسم تھا۔ پاشا نے مہمان نوازی کے طور پر اپنے ہاتھ سے پنکھا جھلنا چاہا۔ مگر میں نے روک دیا۔ پاشا کے پاس کوئی خادمہ نہ تھی۔ تھوڑی دیر میں سلطانہ نے دروازے پر دستک دی ایک عمدہ چائے کے سٹ میں سلطانہ اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر لائی۔ جسے پاشا نے لیکر میرے سامنے رکھا۔ میں نے افسوس کیا کہ آپ نے تکلیف کی میں ہنسی ہوں گا تو پاشا نے کہا کہ سلطانہ اپنے ہاتھ سے بنا کر لائی ہیں۔ اب میرے سامنے جو شخص بیٹھا تھا وہ وہ شخص تھا جس کی عظمت و دولت اجڑ چکی تھی۔ اور اس کے چہرے سے جوانی کی سرخی رخصت ہو کر بڑھاپے کی زردی نمودار ہو گئی تھی اور سلطانہ تو بالکل مشت استخوان ہو گئی تھی۔ داماد پاشا نے اپنی داستان غم سنائی۔ پاشا موصوف یہ کہہ کر رونے لگے۔ کہ اب حالت یہ ہے کہ وہ سلطانہ جس کی پیدائش پر تمام قلمرو ٹرکی میں تین شبانہ روز جشن ہوا تھا۔ آج حلوان میں اس بیکسی کی زندگی بسر کرتی ہے اس کی بیماری میں دوائی بھی میسر نہیں آتی۔ ان کی داستان درد سے میری آنکھیں بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اور میں بھی آبدیدہ ہو گیا۔ پاشا کو میری باتوں میں مانوسیت محسوس ہوئی انھوں نے مجھے بار بار آنے کو کہا۔ چند بار میں بے تکلفی ہو گئی اب کبھی کبھی پاشا موصوف بھی میرے پاس آنے لگے۔

سلسلہ کی تبلیغ ایکدن میں نے مناسب وقت دیکھ کر کہا کہ :۔

میں :۔ پاشا! میں ایک بات بطور امانت کے اپنے پاس رکھتا ہوں۔ آج آپ تک پہنچانی چاہتا ہوں۔

پاشا :۔ بڑی خوشی سے۔

تب میں نے کہا کہ میں سلسلہ احمدیہ کا آدمی ہوں۔ اس سلسلہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود نے ہندوستان میں رکھی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ میں اس زمانے کے لئے مامور و مرسل ہوں۔

پاشا :۔ میرزا علیہ الرحمۃ کا ذکر ایک دفعہ ٹرکی میں سنا تھا کہ ایک شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہے۔

میں :۔ ان کے ذریعے ہزارہا معجزات ظاہر ہوئے۔ اور ان کی جماعت تمام دنیا میں پھیلی لندن۔ امریکہ۔ افریقہ میں انھوں نے ہزارہا غیر مسلموں کو مسلمان بنایا۔

پاشا نے کہا کہ اللھم انصر الاسلام والمسلمین

میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ :۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خاص واقعہ ٹرکی سے متعلق ہے۔ سلطان عبد الحمید ٹرکی کا بادشاہ تھا اور عالم اسلامی میں اس کا بڑا شہرہ تھا۔ اسکے ماتحت ہندوستان کا ٹرکش کونسل **حسین بے کامی** ۔۔

پاشا :۔ (بات کاٹ کر) وہ خائن تھا۔

قادیان میں آیا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ٹرکی کے انجام کے متعلق خدا سے خبر چاہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے دعا کی تو آپ کو بتلایا گیا کہ سلطنت ٹرکی کے ارکان سلطنت میں سے کچھ خائن ہیں جو وقت پر غداری کرینگے۔ اور ان کو خدا کی وحی میں کچا دھاگا کہا گیا۔

حسین کامی نے قادیان سے جا کر اخبارات ہند میں سخت شور مچایا کہ یہ شخص حکومت ٹرکی کا دشمن ہے اور اسے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں ٹرکی ایک جنگ میں مبتلا ہو گیا اور ہندوستان نے ہزارہا روپیہ سفارت ہند کی معرفت بھیجا۔ لیکن غدار حسین کامی کھا گیا۔ اور اس نے ٹرکی کے زخمیوں اور یتیموں اور

بیواؤں کے آنسوؤں پر رحم نہ کیا۔

حسین کاظم نے اس غداری کی سزا بھگتی۔ اور سلطان عبدالحمید جس نے حکم دیا تھا کہ تم جاؤ۔ چونکہ اس نے بھی کچھ دعاگوں کی طرف نگاہ نہ کی۔ وہ خود بھی شکار ہو گیا۔ اور اس کے بعد آجتک سلطنت کو جو نقصان پہنچا۔ ان خائنوں اور غداروں کے ہاتھوں پہنچا۔ جو دشمنوں سے سازو باز کرتے رہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت ترکی کا کا یہ حشر ہوا۔ اور آج خاندان شاہی کے لوگ اس

حالت کو پہنچ گئے جسے آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

میں نے کہا کہ پاشا میں جانتا ہوں کہ اگر خاندان شاہی نے اس راستباز کو اسوقت نہ پہچانا تو اب پہچان لے تاکہ آخرت تو بچ رہے۔ کیونکہ اگر اسوقت سلطان عبدالحمید اسطرف متوجہ ہو جاتا تو سلطنت کبھی نہ جاتی۔

پاشا:۔ یہ عجیب بات ہے میں نے کبھی نہیں سنی!!

میں:۔ مگر ہندوستان کے اخبارات میں اسی وقت چھپ گئی تھی۔ اسپر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آخر پاشا نے کہا کہ آپ مجھے کوئی کتاب انکی لاکر دیں۔ میں عربی زیادہ نہیں جانتا۔ مگر آہستہ آہستہ پڑھوں گا۔

چنانچہ میں نے بعض کتابیں لاکر دے دیں۔ اور اسطرح خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ خاندان شاہی کے ایک بڑے رکن کو پیغام حق پہنچا دیا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(باقی پھر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

آج کی اشاعت میں ہم شہزادہ عبدالمجید خان صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرت کو روک کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ۔ جو آپ نے ملک مولا بخش صاحب کے صاحبزادے ملک محمد سعید صاحب بی اے کی نکاح کی تقریب پر فرمایا معاصر الفضل سے لے کر سیرت صحابہ کے عنوان سے شائع کرتے ہیں۔ الحکم کے اس دور جدید میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ملفوظات اور خطبات کے شائع کرنے کا کام الحکم میں جاری نہ ہو سکا۔ اور اسوقت تک کلیتہً یہ کام معاصر الفضل کے سپرد ہے۔ حضرت اقدس کا یہ خطبہ بعض صحابہ مسیح موعود کے حالات پر گہری روشنی ڈالتا ہے۔ اسی لئے اس عنوان کے ماتحت میں اسے شائع کر رہا ہوں۔

اس خطبہ میں حضور نے قادیان کے مؤذنوں کے متعلق بھی اپنی خواہش طیبہ کا اظہار فرمایا ہے مجھے امید ہے کہ ناظم صاحب ساجد جلد حضرت اقدس کی اس منشاء کو پورا کر کے اس کمی کو پورا فرما دیں گے۔ (محمود احمد عرفانی)

جس طرح ہر درخت ایک خاص زمین میں ترقی پاتا ہے اسی طرح صداقتیں بھی اپنے ساتھ کچھ افراد کو وابستہ رکھتی ہیں اور وہ افراد ان صداقتوں سے ایسے وابستہ ہوتے ہیں کہ گو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خود ہی وہ صداقت ہیں۔ مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس صداقت سے جدا ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وحی کے حامل تھے۔ جو آپ پر نازل ہوئی مگر ابوبکرؓ۔ عمرؓ عثمانؓ علیؓ وغیرہم خاص صحابہ کو

قرآنی صداقت

سے جدا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فرشتہ اسلام لایا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن برتنوں میں اسے ڈالا۔ وہ بھی حامل تھے اس کے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام جبریل سے لیا۔ صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا پھر ان کے بھی مدارج تھے۔ جو درجہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل تھا وہ دوسروں کو نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی امر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا اختلاف ہو گیا اختلاف نے مشاجرت کی صورت اختیار کر لی۔ اور تیز ہو گئے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تیز ہو گئے اور جوش میں انہوں نے حضرت ابوبکرؓ پر ہاتھ ڈالا۔ مارنے کو نہیں کھینچانے کو اسپر حضرت ابوبکرؓ غصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کو بھی خیال آیا کہ میں نے غلطی کی۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنیں گے تو ناراض ہوں گے۔ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے اور بات بیان کر دی۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر غضب کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے اور ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے۔ جس وقت ساری دنیا میری مخالفت کر رہی تھی اسوقت اس نے میرا

ساتھ دیا۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ یا اللہ ابوبکرؓ کو میرے ساتھ رکھ۔ قرآن کریم اس معیت کی شہادت ان اللہ معنا کے الفاظ میں دیتا ہے کہ اللہ ہم دونوں یعنی میرے اور ابوبکرؓ کے ساتھ ہے۔ یہ معیت بوجہ

سابق بالایمان

ہونے کے تھی۔ پھر ان سے اتر کر دیگر صحابہ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ وغیرہم تھے۔ وہ لوگ بمنزلہ ایسی زمین کے تھے جس میں اسلام کا بیج بویا گیا۔ اور بعد میں آنے والے اسوقت آئے جب پھل آگیا سابقون الاولون وہی لوگ تھے جو اسوقت آئے جب اسلام کا پودا لگایا جا رہا تھا۔ اور جب ساری دنیا اسے اکھیڑنے کے درپے تھی گو نہیں کہہ سکتے کہ بعد میں آنے والے پھل کھانے کو آئے مگر آئے اسوقت جب پھل آ چکا تھا۔ یہی حال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ

کا ہے۔ ان پر چند لوگ اسوقت ایمان لائے جب آپ کا ساتھ دنیا ہلاکت تھا۔ ایسے ہی لوگ ابوبکرؓ۔ عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے مثیل تھے۔ انہوں نے اپنے قلوب کو پیش کیا کہ ان میں احمدیت کا بیج بویا جائے۔ اور احمدیت کا پودا نشوونما پائے۔ پھر اور لوگ آئے۔ مگر وہ لوگ پہلے لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ سوائے اسکے کہ وہ تقوے میں اسقدر ترقی کر جائیں کہ ان کے دل کا غم ان کے بعد زمانی سے بھاری ہو جائے

پہلے آنے والے لوگوں میں سے ایک

سید قاضی امیر حسین صاحب

بھی تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو اسوقت جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی الفاظ نبی اور محدث وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے کہتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور دوسرے لوگوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کہتے تھے۔

پہلے پہل وہ قادیان میں سات روپے ماہوار پر آئے۔ اب تو اس تنخواہ پر چپڑاسی بھی نہیں ملتا۔ ان کی طبیعت بہت تیز تھی جلد غصہ آ جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے غصہ کا اظہار بھی کرنے لگ جاتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ہمیشہ مؤدب رہتے۔ مجھے انکا

ایک لطیفہ

یہاں ایک افغان مہاجر تھے جو مسجد میں اذان دیا کرتے تھے۔ ان کی آواز بھاری تھی۔ ایک روز قاضی صاحب نے انکو اپنے پاس محبت سے بٹھایا وہ کہتا تھا کہ میں نے سمجھا مجھے کچھ انعام دینے لگے ہیں۔ مگر پاس بٹھانے کے بعد کہا دیکھو جس وقت تم اذان کہتے ہو۔ اسوقت خدا اور اس کے فرشتے لعنت کرتے ہیں آج کل بھی ہماری دونوں مسجدوں میں اس قسم کے مؤذن ہیں کہ ان کو مؤذن نہیں کہہ سکتے۔ اس مسجد کے مؤذن تو اسطرح اذان دیتے ہیں جیسے کوئی بند کوٹھڑی میں بیٹھ کر بولتا ہے۔ اذان دینا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اور بڑے بڑے آدمی اذان دیا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو اذان دیا کرتا یہاں مولوی عبدالکریم صاحب بھی اذان دیا کرتے تھے۔ ہم بھی مؤذن تھے ہم چند آدمی بڑے شوق سے اذانیں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ایک نے اذان کہہ دی ہوتی تو دوسرا بھی کہہ دیتا اس طرح کبھی کبھی اس مسجد میں ایک نماز کے لئے تین تین اذانیں ہو جاتیں۔ مجھے یاد ہے مولوی عبدالکریم صاحب نے ایکدفعہ

کہ وہ علیم وخبیر خدا جانتا ہے کہ کونسی دعا مفید ہو

اس میں کسی کا تصرف تھا۔

اس پر بہت ڈانٹا۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو اور حضرت خلیفہ اول کو بھی اذان کہتے دیکھا ہے۔ مگر اب سمجھا جاتا ہے کہ چودھریاں وغیرہ چھاڑنے پر مقرر ہو وہی اذان بھی دے دیا کرے۔ اس مسجد مبارک کی اذان تو بعض دفعہ دوکاندار بھی نہیں سنتے۔ صبح کے وقت جبکہ لوگ ابھی خواب کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ایسی اذان کچھ معنی نہیں رکھتی۔ میں اگرچہ پاس ہی سوتا ہوں۔ بعض اوقات بمشکل جاگتا ہوں۔ مجھے خیال آتا ہے کہ اگر قاضی امیر حسین صاحب اسوقت زندہ ہوتے تو ایسے مؤذنوں کو کتنی تعنیف ملتیں۔ قاضی صاحب میں جوش تھا۔ مگر اپنی غلطی معلوم ہونے پر دب بھی جاتے تھے

ایک دفعہ میرے زمانہ خلافت میں سکول والوں نے ان کے لڑکے کو مارا وہ رات کو آئے۔ زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر آیا۔ اور پوچھا قاضی صاحب خیر تو ہے بولے خیر کیا ہے۔ اگر بھائی عبدالرحیم پاس نہ ہوتے۔ تو ہیڈ ماسٹر نے میرے لڑکے کو مار ہی دیا تھا۔ میں نے کہا کہ آخر وہ لڑکا ہے کہاں۔ اور کس حال میں ہے۔ کہنے لگے میرے پاس تو وہ آیا نہیں۔ وہ تو بھاگ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ خیر مار تو نہیں دیا ہے زندہ ہے۔ وہ بھاگ جو گیا ہے۔ تو اسے بہت مار نہیں پڑی ہوگی۔ مگر آپ کو کس نے کہا کہ اسے مار ڈالا ہے۔ بولے ایک لڑکے نے بتایا ہے میں نے کہا کہ لڑکے بعض دفعہ جھوٹ بھی بول دیتے ہیں۔ کہنے لگے۔ اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ خلیفہ ہیں اور خلیفہ کی بڑی ذمہ واریاں ہیں۔ آپ انتظام کریں۔ میں نے کہا اچھا۔ میں بھائی عبدالرحیم صاحب کو بلواتا ہوں۔ اور تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ راتہ ہی کو بھائی عبدالرحیم صاحب کو بلوایا گیا۔ جب وہ آئے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہیڈ ماسٹر صاحب نے لڑکے کو مار دیا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہیڈ ماسٹر نے اسے تین درجن بید کی سزا دی تھی۔ ڈیڑھ درجن لگ چکے تھے۔ اسوقت تک وہ مسکراتا رہا۔ پھر میں نے کہا تو ہیڈ ماسٹر نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب یہ سُنا تو قاضی صاحب رو پڑے۔ اور کہا کہ مجھے کیا معلوم تھا۔ مجھے تو ایک لڑکے نے بتایا تھا۔ الغرض قاضی صاحب عجیب رنگ کے آدمی تھے۔ ان کے بھائی

سید غلام حسین صاحب

بھی جن کی لڑکی کا آج نکاح ہے پرانے احمدی ہیں میں نے قاضی صاحب کا ذکر اس غرض سے کیا ہے۔ کہ ان لوگوں میں عشقیہ رنگ تھا۔ مگر آجکل کے نوجوانوں میں محض ایک فلسفیانہ رنگ ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے۔ گرمیوں کے دنوں میں مسجد اقصیٰ سے پانی منگواتے۔ مٹی کے کچے لوٹے میں پانی لایا جاتا۔ وہ مسجد مبارک میں بیٹھے ہوتے۔ وہ دوڑ کر آگے آتے۔ اور کہتے جب میرے لئے پانی آتا ہے۔ تو میں آگے بڑھ کر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور پھر پانی لے کر بڑے زور سے کہتے الحمدللہ۔ یہی وہ رنگ تھا جو ان کو فوقیت دیتا ہے۔ ہم کو لڑکپن میں اس بات کا بڑا لطف آتا۔ اور ہم بھی اسی طرح پانی پیتے اور الحمدللہ کہتے۔ ایمان عشق سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے جو

سوز و گداز

پیدا کرے۔ اور ایک آگ لگا دے۔ جس طرح ایک بچہ کھلونا لے کر سمجھتا ہے کہ سب دنیا اسے مل گئی۔ اسیطرح مومن بھی ایمان حاصل ہونے پر اور سب چیزوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ یہ چیز ہے جو دنیا کو متاثر کرتی ہے خالی باتیں بنانے والا کوئی آدمی کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور پرانے صحابی

منشی روڑے خانصاحب مرحوم

تھے۔ جو کپورتھلہ میں رہتے تھے۔ انھوں نے قصہ سنایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ میں کپورتھلہ آؤں گا۔ جس دن کی توقع تھی۔ اس دن آپ تشریف نہ لائے۔ مگر دوسرے دن بلا اطلاع تشریف لے آئے۔ ایک شخص نے جو منشی صاحب کا سخت مخالف تھا۔ ان کو اطلاع دی کہ مرزا صاحب آگئے۔ ان دنوں کپورتھلہ ریل نہیں جاتی تھی۔ ٹانگے یکے وغیرہ جاتے تھے۔ بتانے والے نے کہا کہ میں نے مرزا صاحب کو آتے دیکھا ہے۔ منشی صاحب کہتے ہیں میں یہ سنکر ننگے سر اور ننگے پاؤں جسطرح بیٹھا تھا دوڑ پڑا کہ جلدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملوں مگر تھوڑی دور جاکر خیال آیا کہ یہ شخص مخالف ہے۔ اس نے جھوٹ نہ کہا ہو۔ اور میں کھڑا ہو گیا اور اس سے کہنے لگ گیا کہ کیا تم مجھے خراب کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے ایسے نصیب کہاں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں تشریف لائیں۔ مگر اس نے کہا ضرور آئے ہیں۔ آپ جائیں تو سہی۔ میں پھر دوڑ پڑا۔ الغرض دو تین دفعہ میں نے ایسا کیا۔ حتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نظر آگئے۔

انھوں نے ایک دفعہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا لیکچر سنا۔ اور ایک اور شخص جو ان کے ساتھ تھا۔ انھیں کہا کہ ان باتوں کا کیا جواب ہے؟

انھوں نے کہا کہ یہ باتیں تو ان لوگوں پر اثر ڈال سکتی ہیں جنھوں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا نہیں۔ ہم نے تو ان کو دیکھا ہے اور جانتے ہیں کہ ان کا چہرہ جھوٹوں والا نہیں۔ ان لوگوں کا عشقیہ رنگ تھا۔

قاضی امیر حسین صاحب کا

ایک اور لطیفہ

بھی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مجلس لگی ہوئی ہو۔ اور کوئی آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز نہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو عشق و محبت سے کھڑے ہوتے ہوں ان کے لئے جائز ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے پر دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا ہی تھا۔ میرے زمانہ خلافت میں میں نے دیکھا کہ میں جب آتا تو وہ کھڑے ہو جاتے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ تو کہنے لگے

"کی کراں رہیا نہیں جاندا"

یعنی کیا کروں رہ نہیں سکتا۔ یہ عشقیہ رنگ تھا۔

سید غلام حسین صاحب جن کی لڑکی کا نکاح ہے قاضی سید امیر حسین صاحب کے بھائی ہیں اور پرانے احمدی ہیں سلاک مولا بخش صاحب بھی میرے بہت دیر سے ملنے والے ہیں اور مخلص ہیں۔ میرا جہاں تک خیال ہے وہ اخلاص میں ترقی کرتے رہے ہیں۔ ان کا بیٹا جس کا نام بھی سعید ہے اور ویسے بھی سعید ہے۔ لڑکی کی طرف سے میں خود ولی ہوں اور میں سید غلام حسین صاحب کی لڑکی محمودہ خاتون کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر سعید احمد سے اعلان کرتا ہوں۔

بقیہ صفحہ ۱۰

اور ان پر ایک سال گزر جاتے۔ اس کے بعد جب تک بقدر نصاب باقی رہیں ہر سال انپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے زکوٰۃ کا نصاب نقدی کی صورت میں رائج الوقت سکہ کے پچاس روپیہ ہیں۔ جس شخص کے پاس ایک سال تک ۵۰ روپیہ رہیں اسپر چالیسواں حصہ یعنی سوا روپیہ زکوٰۃ واجب ہوگی اس حساب سے اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ اور زیورات کی قیمت رائج نرخ کے مطابق لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔

زیورات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان

(۱) جو زیور استعمال میں آتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں

(۲) اور جو رکھا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی پہنا جاوے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

(۳) جو زیور پہنا جاوے۔ اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جاوے بعض کا اسکی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں

(۴) اور جو زیور پہنا جاوے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جاوے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں

(۵) اور جو زیور کسی طرح رکھا جاوے اس کی زکوٰۃ میں کسی بھی اختلاف نہیں (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۹۹)

دوسری اشیاء مثلاً غلہ۔ چوپاؤں اور مال تجارت پر زکوٰۃ کا نصاب اور دیگر مسائل زکوٰۃ معلوم کرنے کے رسالہ "مسائل زکوٰۃ" دفتر ناظر بیت المال (شعبہ زکوٰۃ) سے مفت مل سکتا ہے۔

(اسسٹنٹ ناظر بیت المال شعبہ زکوٰۃ)

درخواست دعا

۱۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کشمیر میں بوجہ پیشاب وغیرہ امراض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب ایسے قیمتی وجود کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

۲۔ حکیم محمد فیروز الدین صاحب قریشی انسپکٹر بیت المال مرض ذیابیطس کی وجہ تکلیف میں ہیں تمام احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کامل دے۔

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت کماحقہ محسوس نہیں کی جاتی۔ اور اس کی وجہ سے اسکی ادائیگی کا بھی پوری طرح خیال نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک بڑا رکن ہے اور جس طرح دیگر ارکان میں سے کسی ایک کا تارک مجرم اور گنہگار ہے۔ اسیطرح ایسا شخص جس پر زکوٰۃ واجب ہو گی وہ ادا نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک سخت مجرم اور گنہگار ہے۔ اسیطرح ایسا شخص جس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ ادا نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک سخت مجرم اور گنہگار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔ (بخاری کتاب الایمان) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار دوم نماز۔ سوم زکوٰۃ چہارم ماہ رمضان کے روزے۔ پنجم بیت اللہ کا حج۔ اسلام جہاں حقوق اللہ یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کو ہماری روحانی ترقی کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ وہاں حقوق العباد یعنی بنی نوع انسان کے جو حقوق ہمارے ذمہ عائد ہوتے ہیں۔ ان کی ادائیگی پر بھی زور دیتا ہے اور زکوٰۃ حقوق اللہ میں شامل ہونے کے علاوہ حقوق العباد کا ایک نہایت اہم جزو ہے۔ پس اسکی اہمیت کو نظر انداز کرنا عند اللہ بہت بڑا جرم ہے۔

زکوٰۃ سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے زکوٰۃ کے معنی بڑھنے اور پاکیزگی کے ہیں۔ اور زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسلئے کہتے ہیں کہ اس سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون (روم ع ۴) یعنی جو زکوٰۃ بھی تم دو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ (اپنے مالوں کو کم نہیں کرتے بلکہ) بڑھاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب مابقی من اموالکم (مشکوٰۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ صرف اس لئے فرض کی ہے۔ کہ تمہارے ان مالوں کو جن سے تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو پاکیزہ کرے۔

زکوٰۃ سے تزکیہ نفس ہوتا ہے زکوٰۃ کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (توبہ ع ۱۳) یعنی اے رسول تو مومنوں سے ان کے اموال کی زکوٰۃ لیکر اس سے ان کے نفوس کی تطہیر اور تزکیہ کر۔ دراصل جب ایک انسان دیگر بنی نوع انسان کے لئے جذبہ ہمدردی کے ماتحت اپنے عزیز مال کا ایک حصہ دیتا ہے تو اس سے اسے پاکیزہ حلال اور طیب مال کے حصول کی طرف توجہ ہوتی ہے کیونکہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اور اس کے علاوہ انسان بخل جیسی ناپاکی سے بھی محفوظ رہتا ہے پس زکوٰۃ جہاں مال کی ترقی اور اس کے پاک کرنے کا موجب ہے۔ وہاں زکوٰۃ دینے والے کے نفس کی پاکیزگی کا باعث بھی ہے۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے میں دنیوی و اخروی تباہی ہے جس بانصاب مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس میں خیر و برکت نہیں رہتی بلکہ وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور صاحب مال کے لئے دنیا و آخرت میں عذاب کا موجب بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا۔ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتٰھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکافرین عذابا مھینا (نساء ع ۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والے اور اترانے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنیکا مشورہ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو مال دیا ہوتا ہے اسے دوسرے لوگوں سے چھپا چھپا کر رکھتے ہیں (ایسے لوگ درحقیقت کافر نعمت ہوتے ہیں) اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اور سورۃ آل عمران رکوع ۱۸ میں فرمایا ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال دینے میں۔ جو محض فضل کے طور پر انھیں دیا گیا ہے۔ بخل کرتے ہیں وہ اپنے حق میں بہتری کا موجب نہ سمجھ لیں۔ وہ ان کے لئے بہتری کا نہیں بلکہ شر کا موجب ہے۔ جس مال کے دینے میں انھوں نے بخل کیا ہوگا۔ اسے طوق کی صورت میں قیامت کے روز ان کی گردنوں میں ڈالا جاوے گا۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ بخل کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسا کرنا ان کے لئے بہتری کا موجب ہوگا۔ وہ اس خیال میں سخت غلطی پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا مال دنیا میں بھی ان کے لئے شر یعنی دکھ اور مصیبت کا موجب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب کا موجب ہوگا۔ پھر سورہ توبہ رکوع ۵ میں فرمایا والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون یعنی جو لوگ سونا و چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے۔ انھیں بتا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یاد کرو اس دن کو جب اس مال کو گرم کر کے اس سے ان کی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیا جاوے گا۔ اور انھیں کہا جائے گا کہ یہی وہ مال ہے۔ جسے تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو۔

اسیطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اھلکتہ (مشکوٰۃ) یعنی جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو۔ مگر ادا نہ کی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں ملا رہے۔ تو وہ دوسرے کو بھی تباہ و برباد کر دے گا۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ان کے مال بڑھ جائیں گے۔ انھیں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ محض ان کے نفس کا دھوکہ اور شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم (بقرہ) یعنی فقر کے خوف سے زکوٰۃ دینے سے رکنا شیطانی خیال اور انتہائی بخل ہے۔ اور زکوٰۃ دینا اللہ کی مغفرت اور فضل کا موجب ہے۔ اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ نہ دینے کا نام فحشاء رکھا گیا ہے۔

زکوٰۃ تمدنی مشکلات کا حل ہے بعض لوگ زکوٰۃ کو چٹی خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہماری تمدنی مشکلات کا بہترین حل ہے۔ جو خود خدا تعالیٰ نے ہماری بہتری کے لئے تجویز فرمایا ہے زکوٰۃ سوسائٹی کے اس طبقہ کی طرف جنھیں خدا تعالیٰ نے امیر اور صاحب ثروت بنایا ہے۔ اپنے ان بھائیوں کی جو غریب اور محتاج ہیں امداد ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تؤخذ من اغنیاءھم وترد علی فقراءھم (ترمذی ابواب الزکوٰۃ) یعنی زکوٰۃ امراء سے لے کر غرباء کو دیجائے

پس کس قدر ناشکری کا مقام ہوگا۔ اگر ہم اس طریق سے اپنے بے کس اور محتاج بھائیوں کی امداد نہ کریں۔

زکوٰۃ کی تاکید از حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ زکوٰۃ کیا ہے؟ یؤخذ من الامراء ویرد الی الفقراء امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں اگر یہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی امداد کی جاوے۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول)

زکوٰۃ امام وقت کے حکم سے تقسیم ہونی چاہیئے بعض احباب اپنے طور پر زکوٰۃ کا روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ طریق درست نہیں۔ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت ہے اور حضور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے ایک قومی بیت المال قائم کیا ہوا ہے پس کسی احمدی کا یہ حق نہیں کہ وہ بطور خود زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کرے۔ بلکہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ امام وقت کے ذریعہ تقسیم ہو۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل ارشاد ہے "عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیگا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ کو بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے" (کشتی نوح ص ۷۶)

زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے؟ حدیث میں آیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من استفاد مالا فلا زکوٰۃ فیہ حتی یحول علیہ الحول یعنی جو شخص مال کمائے اس پر ایک سال سے پہلے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ سونے اور چاندی کے زیورات اور نقدی کی صورت میں روپیہ پر تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جب مالک کے قبضہ میں

بقیہ ۹

میں کیوں کر احمدی ہوا؟

نمبر ۳

۱۹۰۸ء کے آغاز میں آریوں کا ایک جلسہ لاہور میں منعقد ہوا۔ انھوں نے حضور کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ حضور نے اپنا مضمون لکھ کر بھجوا دیا۔ اس میں حضور کے ارشاد کے ماتحت بہت سے احمدی اصحاب جلسہ میں شریک ہوئے۔ خادم بھی شامل ہوا تھا۔ ہمارا مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھا۔ آریوں نے اپنے لیکچروں میں بہت سی نا سزا باتیں بکیں۔ اور بے ہودہ سرائی بھی بہت کی ہم لوگ صبر سے سنتے رہے۔ مولوی نورالدین صاحب ہمارے امیر تھے۔ حضرت اقدس آریوں کا یہ سلوک سن کر بہت ہی کبیدہ خاطر ہوئے۔ پھر حضور نے ان کی بیہودہ سرائی کے جواب میں ایک کتاب لکھی جس کا شاید نام "سرمہ چشم آریہ" ہے۔

اپریل ۱۹۰۸ء کے دوسرے ہفتہ میں دو ماہ کیلئے شملہ دفتر لے کر گیا۔ وہاں احمدی جماعت کے ساتھ جس کا مرکز ایڈورڈ گنج میں تھا خوب صحبت رہی۔ ایک دفعہ مولوی عمرالدین صاحب شملوی کا میرے ایک دوست شیخ عبدالقادر نائب پرو پرائٹر آری پریس شملہ سے مباحثہ بھی ہوا۔ میں ابھی شملہ ہی میں تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انتقال اور پر ملال کی تار پہونچی۔ ماہ جولائی میں انبالہ آگیا۔ یہاں بابو محمد یوسف صاحب و جناب چودھری رستم علی خانصاحب کی صحبت میں جناب حیات مستعار حاصل ہوتا رہا۔ ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء کو میں تبدیل ہو کر میرٹھ چلا گیا۔ یہاں میں صرف ۳ ماہ ٹھیرا۔ بعد ازاں پھر تبادلہ انبالہ کا ہو گیا۔ میرٹھ میں مندرجہ ذیل احمدی احبابوں کی صحبت حاصل رہی۔

شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار و رئیس صدر بازار بابو غلام محی الدین خان صاحب چیف گڈس کلارک ریلوے منشی محمد صدیق صاحب سوداگر بائیسکل رجمنٹ بازار۔ بابو علی گوہر خان صاحب وٹیرینری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ منشی حامد حسین صاحب ریڈر عدالت ضلع۔ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکیدار۔ ہیڈ رائفل برگیڈ۔ ماسٹر محمد عبدالعزیز صاحب ٹھیکیدار ۱۴۔۱۵ حصار

اس جگہ میں ایک واقعہ احمدیت کا بطور شہادت عینی معرض تحریر میں لاتا ہوں۔ میرے میرٹھ کے دوستوں کو اس واقعہ کا بخوبی علم ہے۔ اور وہ بھی عینی شاہد ہیں۔

میرا مکان نئے بازار میں غلہ منڈی کے متصل ہی تھا۔ ایک شخص مہرالدین نام باشندہ سیالکوٹ صدر بازار میں صفائی کا اورسیر تھا۔ چونکہ وہ میرا ہموطن تھا میری اس سے محبت ہو گئی۔ وہ کنٹونمنٹ داروغہ امانت علی صاحب کی کوٹھی اندرون صدر بازار میں رہتا تھا۔ وہ ہمیشہ بلا ناغہ ہر روز ہمارے ہاں آکر چائے پیا کرتا تھا۔ کیونکہ اس کا علاقہ صفائی بھی نیا بازار تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ میرے مکرم بھائی شیخ عبدالرشید صاحب نے چند کاپیاں پیغام صلح کی تقسیم کرنے کو دیں میں نے ایک کاپی جمعدار مہرالدین کو دی۔ اور کہا کہ یہ کتاب اپنے داروغہ امانت علی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ چنانچہ اس نے وہ کاپی اگلے دن صبح کیوقت جب داروغہ صاحب انگیٹھی کے پاس بیٹھے آگ تاپ رہے تھے۔ آپ کے سامنے رکھدی۔ داروغہ صاحب ابھی ٹائیٹل پیج ہی پڑھنے نہ پائے تھے کہ حضرت مرزا صاحب جری اللہ کا نام دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے اور انھوں نے اس کو پھاڑ کر مہرالدین کے سامنے ہی نذر آتش کر دیا۔ بیچارے مہرالدین نے یہ سانحہ بطور اظہار افسوس میرے سامنے بیان کیا۔ میں نے حرف بحرف یہ واقعہ شیخ عبدالرشید صاحب سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان ہے کہ "جو شخص میری کتاب کو پھاڑ دیگا اللہ تعالٰی اس کو پھاڑ دے گا"۔

تھوڑے ہی دنوں بعد کنٹونمنٹ مجسٹریٹ صاحب جو داروغہ صاحب کے مربی تھے۔ تبدیل ہو کر راولپنڈی چلے گئے ان کی جگہ میجر برٹن صاحب بہادر جو بڑے جابر اور سخت مشہور ہو رہے تھے تشریف لائے۔ داروغہ صاحب کے مخالف دشمن اپنا کام بنا چکے تھے۔ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے چارج لیتے ہی داروغہ صاحب کو حکم دیا کہ وہ انبالہ چھاؤنی جا کر ٹٹیوں کے بنانے اور میلا جلانے کا کام نئی سکیم کے بموجب سیکھ کر آئیں چنانچہ جب داروغہ صاحب انبالہ سے کام سیکھ کر واپس تشریف لائے۔ تو ان کی تحویل میں ٹٹیوں ہی کے انتظام اور نگرانی کا کام سپرد ہوا۔ عدالتی اختیارات سب ضبط کر لئے گئے

ادھر مارچ کے مہینہ کا آخری عشرہ آگیا۔ اور میلہ نوچندی بھی لگنے والا تھا۔ یہ میلہ آٹھ دن برابر نہایت دھوم دھام سے سالانہ ہوا کرتا ہے۔ داروغہ صاحب نے حسب معمول چاہا کہ آپ گذشتہ سالوں میں خود میلہ دیکھنے کا انتظام کیا کرتے تھے۔ تمبو۔ قناتین۔ فرش فروش۔ میز کرسیاں بنچ۔ پلنگ۔ ضروری ظروف کھانا پکانے کھانے کے۔ اور نوکر جا کر سب میلہ میں بھجوا کر ڈیرہ خوب سج دھج سے لگوا دیا۔ میگزین کا چبوترہ خوب پھولدار گملوں اور پودوں سے سجا دیا گیا۔ جب سب تیاری مکمل ہو چکی تو میلہ کا نظارہ دیکھنے کے لئے داروغہ صاحب ابھی دل میں تمنا ہی کھا رہی تھی کہ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے حکمدیا کہ تمام ٹٹیوں کے میلا جلانے کا کام تمہاری تحویل میں دیا جاتا ہے۔ لہٰذا مہتروں کو اچھی طرح کام سمجھا کر ان سے صفائی کا کام نئی سکیم کے بموجب کراؤ۔ الغرض داروغہ صاحب ایک بہت ہی بڑی بلا میں پھنس گئے۔ تمام دن ٹٹیوں کے ملاحظہ کرنے میں گشت لگا رہے ہیں۔ کہیں مہتروں کے پیچھے پھر رہے ہیں۔ کہیں میلا جلانے والی انگیٹھیوں کو ملاحظہ کر کے ان کی خوشبو (بدبو) سے دماغ عالی معطر فرما رہے ہیں۔ جب انسان کے دنوں میں فرق آنا شروع ہوتا ہے تلک الایام ندا ولہا بین الناس تو ماتحت لوگ بھی حکم نہیں مانتے۔ بلکہ حیلہ بہانہ کر کے پہلو تہی کر جاتے ہیں۔ جس سے دن بدن انسان کی خود بخود نالائقی محسوس ہونے لگ جاتی ہے۔ اور افسر دکو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ داروغہ صاحب دن تو سرکاری ڈیوٹی کی بجا آوری میں خرچ کرتے۔ رات کو جو دو چار گھنٹے نیند سے کاٹ سکتے تو وہ میلہ میں جا کر صرف کرتے۔ صبح منہ اندھیرے ہی اپنی ٹٹیوں کی نگرانی پر حاضر ہو جاتے۔

جو کہیں مجسٹریٹ صاحب بہادر کو خیال آ جاتا تو ان کو پیدل بازاروں اور گلیوں میں لئے پھرتے۔ کہاں وہ جاہ و جلال و شان و شوکت شہ ادی۔ کہ داروغہ صاحب دو گھوڑوں کی فٹن پر سوار بازار سے گذر رہے ہیں۔ تو شان گھمنڈ میں غریب رعایا کے سلام کی پروا نہیں کرتے۔ اور کہاں یہ کہ اب ٹٹیوں کا میلا ملاحظہ کر رہے ہیں۔ داروغہ صاحب کے خاص اصطبل میں چھ گھوڑے۔ چار بگھی مد فٹن ایک اور دو ٹم ٹم تھیں۔

ایک دفعہ میں نے جمعدار صفائی مہرالدین سے داروغہ صاحب کے گھر کے خرچ کے متعلق سوال کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ البتہ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بڑے داروغہ کے گھر بارہ سیر پختہ دودھ مفت گوالوں سے روزمرہ آتا ہے۔ اور آٹھ سیر دودھ نائب داروغہ کے ہاں۔ بڑے داروغہ کے گھر میں دو کنستر مٹی کا تیل مہینہ میں خرچ ہوتا ہے۔ اور نائب کے ہاں چار کنستر۔ دونوں سرکاری بنگلوں میں رہتے تھے۔ ان کا کام کاج بھی سرکاری ملازم کیا کرتے تھے۔ دونوں کی تنخواہ علی الترتیب ماہوار روپیہ اور روپیہ تھی۔ غرضیکہ داروغہ صاحب کی خوب طوطی بول رہی تھی۔ مگر جب یہ نیا مجسٹریٹ آیا۔ تو لوگوں نے طرح طرح سے اس کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ نائب داروغہ پر پولیس کی چرائی کے بابت غبن کا مقدمہ دائر ہو گیا۔

میں تو اپریل ۱۹۰۹ء کو پھر انبالہ تبدیل ہو کر آگیا کچھ عرصہ بعد سنا کہ نائب داروغہ کو دو سال کی قید ہو گئی اور ہیڈ داروغہ امانت علی خان صاحب کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر چھاؤنی سے بدر ہونے کا حکم دیا گیا۔ پھر ان کی جگہ ایک احمدی کا تقرر ہوا۔ جن کا نام شیخ احمد اللہ صاحب تھا۔ جو نوشہرہ چھاؤنی میں ہیڈ کلارک ہو کر پنشن لیگئے قہر درویش بر جان درویش۔ آخر داروغہ صاحب کچھ تھوڑا بہت اثاث البیت سمیٹ سمٹا کر دہلی تشریف لے آئے۔ باقی کچھ احباب اٹھانے سے رہ گیا۔ وہ یونہی خورد برد اور ضائع ہو گیا۔ اور غیر منقولہ جائیداد از قسم مکانات و دکانات جو صدر بازار میں تھے اور میدا کی تھی وہ بھی سب کی سب نیلام ہو کر قرض خواہوں کو دی گئیں۔

جب نائب داروغہ کی طرف سے بالائی عدالت میں اپیل دائر ہوئی۔ تو مقدمہ کی تحقیقات میں داروغہ امانت علی کے نام بھی عدالت عالیہ نے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا۔ ان دنوں داروغہ صاحب اپنے پرانے مربی مجسٹریٹ کے پاس راولپنڈی میں تشریف رکھتے تھے۔ جب وارنٹ گرفتاری مجسٹریٹ کے ذریعہ پہونچا۔ تو کنٹونمنٹ مجسٹریٹ نے اپنے پرانے دوست کو فرار ہو جانے کا مشورہ دیا

(باقی آئندہ)

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے آپکے کلام و حالات کو پڑھو!

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی پڑھو۔ ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی اور آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے؟ خدا تعالیٰ سے اس کی مخلوق سے ان ایام میں آپکے تعلقات کس قسم کے تھے۔ آپ کی سوانح عمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور

حیاتُ النبی

کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت ہر دو جلد

حیاتِ احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چونتیس سالہ زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۶۷ء سے ۱۸۸۹ء تک حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اس لئے متواتر حصص میں شائع ہو رہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر جس میں ۱۸۸۰ء تک کے حالات ہیں شائع ہو گیا ہے حسب معمول اس کی بھی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو تو اس کے لئے کم از کم پانچسو ایسے خریدار تیار ہو جاویں کہ چھپتے ہی فوراً خرید لیا کریں

سیرۃ مسیح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور آپکے کیرکٹر کی اعلیٰ شان حاصل کریں تو سیرۃ مسیح موعود کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے۔ اور سعادت مند شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمائیے۔

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے متبعین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے۔ وہ اسوقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔ اور یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں۔ نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق۔ غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر و قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔

اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں۔ ان صداقت کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان کا اظہار پُر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے

ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی نہیں صرف ایک روپیہ ہے

مشاہداتِ عرفانی

یعنی

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ بلاد اسلامیہ

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگے گا۔ کہ بقعر ذلت سے نکلکر بام رفعت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں مسلمانوں کو قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت جلد اول صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک لیکن

الحکم بکڈپو نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے سو خریداروں سے بجائے دو روپے کے صرف ایک روپیہ آٹھ آنے لئے جاویں۔ احباب جلد سے جلد آرڈر دے کر فائدہ حاصل کریں

فرمایا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے

"یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیے اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو"

"اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا تو پھر دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے"

آپنے جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں — تاکہ — کام برابر جاری رہ سکے"

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع زاب منزل قادیان سے شائع ہوا)